OPEN ACCESS
Al-Tansheet
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2959-4367
ISSN (online): 2959-1473
www.altansheet.com

Al-Tansheet
Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2024 PP: 61-72

مولانا قاسم نانوتویؒ کی علمِ کلام میں خدمات کا جائزہ

Review of Maulana Qasim Nanotwi's services in Islamic Theolog

Published: 25-06-2024
Accepted: 12-06-2024
Received: 05-05-2024

Muhammad Amjad
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University Mansehra
Emial: hafizamjad554@gmail.com

Muhammad Awais
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University Mansehra
Emial: imdadullahm27@gmail.com

Annas Saleem
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University Mansehra
Emial: anassal086@gmail.com

Abstract

Ilm al-Kalam is the source of Islamic sciences, the edifice of Islam stands on it, various sects came into existence due to the conquests of Islam and the expansion of the Islamic empire, and this art began, the theologians used this art for the truth of Islam. What, one of them is the name of Qasim Nanotwi, who gave this art a new direction in the modern world, which destroyed the doubts of the modern type. The extent of services is estimated, especially in Hujjat-ul-Islam, there are chapters of his theological discussions, this article will work on the contemporary application of his theological discussions, which will help to block the way of new temptations.

Keywords: *Islamic sciences, Ilm al-Kalam, Maulana Qasim Nanotwi.*

CC BY

تعارف مولانا قاسم نانوتویؒ

اسم گرامی؛ محمد قاسم (تاریخی نام؛ خورشید حسین) والد گرامی؛ شیخ اسد علی جد امجد کا نام شیخ غلام شاہ اور سلسلہ نسب؛ ابن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی محمد ھاشم ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آگے سلسلہ نسب سیدنا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے [1]

ولادت ووفات:

مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ولادت ہندوستان کے مشہور قصبے 'نانوتہ' میں ۱۲۴۸ھ بمطابق ۱۸۳۲ءیا ۱۸۳۳ءکو ہوئی اور آپ کی وفات 4 جمادی الاولی بروز پنجشنبہ ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۹۷ء ہوئی [2]۔ آپ کے ایامِ طفولیت میں انگریز نے بر صغیر پر باقاعدہ قبضہ جما لیا تھا اور سلطنت مغلیہ آخری سانسیں لے رہی تھی آپ کے دادا مولانا ہاشم کو شاہ جہان نے اپنے دور حکومت میں نانوتہ میں جاگیر دی تھی[3]۔ مولانا قاسم انوتویؒ کا نسب تقریبا کئی واسطوں سے حضرت ابو بکر صدیق سے جا کر ملتا ہے اسی وجہ سے آپ کے خاندان کو صدیقی کہا جاتا ہے

ابتدائی تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے گاؤں نانوتہ کے مکتب سے کیا چھ ماہ بعد دیوبند کی طرف رختِ سفر باندھا دیوبند میں آپ نے مولوی مہتاب صاحب سے عربی تعلیم کا باقاعدہ آغاز کیا آپ کی عمر اس وقت تقریبا آٹھ یا نو برس تھی آپ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے آپ کو اللہ تعالٰی نے خداداد صلاحیتوں سے نوازا تھا دیوبند میں کچھ دنوں کے قیام کے بعد مولانا قاسم نانوتویؒ نے سہارن پور اپنے نانا مولوی وجیہ الدین کا رخ کیا۔

سہارن پور میں آپ نے اپنے تعلیمی سفر کو جاری رکھا اور سہارن پور کے مولانا نواز سہارن پوریؒ سے عربی کی کچھ کتابیں پڑھیں 1260 ھجری میں مولانا قاسم نانوتوی مولانا مملوک علی کی خدمت میں دہلی پہنچے [4]۔ وہ اس وقت دہلی کالج میں عربی کے استاد تھے مولانا مملوک علی شیخ اسد علی (قاسم نانوتوی کے والد کا نام ہے) کے قریبی دوست اور رشتہ دار تھے دہلی میں قیام کے دوران قاسم نانوتوی نے مختلف علوم وفنون میں کمال حاصل کیا اسی دوران قاسم نانوتوی کی ملاقات قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہی سے ہوئی جو کہ عمر میں آپ سے صرف چار برس بڑے تھے دونوں کا آپس میں علمی تعلق قائم ہوا صحاحِ ستہ کی تعلیم آپ نے قیام دہلی کے دوران ہی شاہ عبد الغنیؒ سے اور دوسرے علوم اور کتابیں مولانا مملوک علی سے پڑھیں سترہ برس کی عمر میں آپ نے علوم ظاہریہ سے فراغت حاصل کر کے اپنے آبائی وطن نانوتہ کا رخ کیا

اساتذہ اکرام:

آپ کے اساتذہ اکرام میں مولانا مملوک علی نانوتویؒ، شاہ عبد الغنیؒ، اور مولانا نواز سہارن پوریؒ کے علاوہ مولوی مہتابؒ وغیرہ حضرات قابل ذکر ہے۔

بیعت وسلوک:

آپ سلوک میں امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔[5] حاجی صاحب سے آپ کی ملاقات عہد طفولیت سے ہی

ہوتی تھی نانوتہ میں قیام کے دوران کئی بار آپ دہلی جاتے یا واپس نانوتہ آتے ہوئے راستے میں تھانہ بھون میں حاجی صاحب سے ملاقات ضرور کرتے لیکن اس تعلق میں اس وقت شدت واقع ہوگئی جب آپؒ کا قیام دہلی میں تھا کیونکہ حاجی صاحب جب بھی دہلی تشریف لاتے تو مولانا مملوک علیؒ کے ہاں قیام پذیر ہوتے اس موقع سے آپ اور آپ کے ساتھی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فائدہ اٹھاتے اور ذکر واذکار کے علاوہ راہ سلوک کے منازل طے کرتے حاجی صاحبؒ کو مولانا قاسم نانوتویؒ پر بڑا ناز تھا اکثر کہا کرتے تھے' ''جس طرح اللہ نے مولانا رومؒ کو بطور زبان شمس تبریزؒ دیا اسی طرح اللہ نے مجھے بطور زبان قاسم نانوتویؒ دیا ہے'' مولانا قاسم نانوتوی صاحبِ کرامات شخص تھے ساتھ رہنے والوں پر بھی آپ کی کرامات عیاں ہو جاتی تھیں لیکن مولانا صاحب کی عادت تھی کہ اپنی کرامات کو چھپاتے تاکہ کسی کو ان کرامات کے بارے خبر نہ ہو۔

1857ء کی جنگ آزادی اور مولانا قاسم نانوتوی

بر صغیر پاک وہند سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہونے کے قریب تھا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ شان وشوکت ختم ہونے والی تھی مسلمانوں کے لیے کہیں سے کوئی خیر کی خبر نہیں تھی دہلی کی لال قلعے کی رونقیں بھی ماندھ پڑھ گئی تھیں ان تمام حالات کو مولانا قاسم نانوتویؒ نے اپنے آنکھوں سے دیکھا ان حالات کا مقابلہ اس دور میں صرف دو ہی جماعتوں نے کیا

ایک جماعت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے سربراہی میں انگریز کے مقابلے میں بر سرپیکار رہی دوسری جماعت کی قیادت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرمارہے تھے اس دوسری جماعت میں مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوھیؒ، اور حافظ ضامن شہیدؒ جیسے نوجوان صف اول میں شامل تھے یہ لڑائی مسلمانوں کے لیے آخری معرکہ ثابت ہوئی اوراس کے ساتھ ہی مسلمانوں کا آٹھ سو سالہ سنہری دور کا خاتمہ ہوا

علمی کارنامہ:

علمی طور پر بھی اللہ تعالی نے مولانا قاسم نانوتویؒ کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ حافظ احمد علی محدثؒ کے علم حدیث کی شہرت پورے ملک میں تھی۔ علماء ملک کے کونے کونے سے علو سند کے حصول کے لیے درس میں شرکت کرتے ان ایام میں مولانا محمد علی مونگیریؒ بانی ندوہ العلماء گیارہ مہینوں تک آپ کے درس حدیث میں شریک رہے حافظ احمد علی محدثؒ نے بخاری شریف کے آخری چھ حصوں کے حاشیے کا کام مولانا قاسم نانوتویؒ کے حوالہ کیا[7] ۔ لیکن لوگ آپ کی کم عمری کی وجہ سے آپ کی علمی صلاحیتوں سے ناواقف تھے انہوں نے اعتراضات شروع کر دیئے اور خطوط لکھے کہ ایک نوخیز نوجوان کو ایسا کام سپرد کرنا درست نہیں لیکن حافظ احمد علی محدثؒ نے مولانا کو پرکھا تھا اور آپ کی علمی استعداد سے بخوبی واقف تھے جب مولانا قاسم نانوتویؒ نے سپرد شدہ کام مکمل کیا حافظ احمد علی محدثؒ نے وہ مسودہ اعتراضات کرنے والوں اور آپ کی علمی صلاحیتوں سے ناواقف لوگوں کے سامنے پیش کر دیا اب معترضین کے پاس سوائے پشیمانی کے کچھ بھی نہیں تھا مولانا کے علمی سرمایہ کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ مولانا کے تمام کتب کی تسہیل وقت کی ضرورت ہے جس کے بغیر ان کے علوم سے استفادہ بہت مشکل ہے۔

قاسم نانوتویؒ کی تصانیف

مولانا نے حالات اور واقعات کو مد نظر رکھ کر کئی کتابیں تصنیف کیں آپ کی تصانیف سند کی حیثیت رکھتی ہیں مولانا کی

کتابوں میں آپ کو اصول وضوابط اور کام کی چیزیں ملیں گی فضول بحث ومباحثہ اور لایعنی چیزوں سے پاک ہیں مولانا کی کتب مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں مولانا کی تصانیف عوام الناس کے لیے قدرے مشکل اور صعب ہیں ان کی تصانیف کو سھل اور آسان کرنے پر با قاعدہ کام کا آغاز ہو چکا ہے مولانا مفتی سعید احمد پالن پوریؒ نے مولانا کی کتابوں کی تعداد چھتیس تک بتلائی ہے مفتی سعید احمد پالن پوریؒ نے مولانا کی کتابوں کو تین درجات میں تقسیم کیا ہے 1) آسان 2) مشکل 3) مشکل ترین مفتی صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں شاہ ولی اللہؒ اور مولانا قاسم نانوتویؒ کے بارے میں کہ شاہ صاحب کے دلائل عام طور پر عقلی اور نظری ہوتے ہیں جب کہ مولانا قاسم نانوتویؒ مشکل ترین عقلی مسائل کو محسوس سمجھانے کے قابل بناتے ہیں یہ خصوصیت صرف آپ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے اللہ تعالی نے دونوں حضرات کو علم لدنی سے نوازا تھا

قاسم نانوتویؒ کی تصانیف

آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں

تحذیر الناس   قبلہ نما   حجۃ الاسلام   انتصار الاسلام   ھدیۃ الشیعہ   اجوبہ اربعین

تحفہ لحمیہ   تقریر دلپذیر   آب حیات   تصفیۃ العقائد

بنیادی سوالات

:اس آرٹیکل کے بنیادی سوالات تین ہیں۔

(۱) مولانا قاسم نانوتوی کی علم کلام میں کیا حیثیت ہے؟

(۲) حجۃ الاسلام کی خصوصیت واہمیت کیا ہے؟

(۳) حجۃ الاسلام کی روشنی میں جدید عصری کلامی تطبیق کیا ہے؟

تعارف

علم الکلام جس کو علم العقائد، علم التوحید، فقہ اکبر اور علم صفات کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسلام میں علم الکلام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے، کہ قرآن کریم اور احادیث کا بہت بڑا حصہ عقائد پر مشتمل ہے۔ ابتداء اسلام میں قرآن وحدیث عقائد کے لیے کافی و شافی تھے۔ امت میں باطل فرقوں کا وجود اس وقت نہیں تھا۔ جیسے فتوحاتِ اسلامیہ دنیا میں پھیلنے لگیں اور بلادِ اسلامیہ میں وسعت پیدا ہوئی مختلف تہذیبوں کا اسلام کے ساتھ ملاپ ہوا تو بہت سارے باطل فرقے اور نظریات وجود پذیر ہوئے۔ جس سے اسلام کے عقائد کے بارے مختلف مسائل بھی سامنے آئے۔ تو ضرورت پڑی ایسے فن کی جو اسلامی عقائد کی حقانیت اور باطل نظریات کا رد اسلامی تعلیمات کے روشنی میں پیش کر سکے اس طرح علم الکلام وجود میں آیا۔

علم کلام کی لغوی تعریف:

لغوی اعتبار سے کلام دو معانی میں مستعمل ہے معنی اول بات کرنے کے ہے معنی دوم زخمی کرنا

اصطلاح میں کلام کہتے ہیں مایتلفظ بہ الانسان یعنی وہ چیز جس کا انسان زبان سے تلفظ کرے وہ کلام ہے [۲]

اصطلاحی تعریف:

علم کلام کی اصطلاحی تعریف۔ علم الکلام کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں ۔

پہلی تعریف : امام ابو حنیفہؒ (متوفی 150ھ) نے کی ہے۔

الفقہ ہو معرفة النفس ما یجوز لھا من الاعتقادات والعملیات وما یجب علیھا منھما ---- وما یتعلق منھا بالاعتقادیات ‘ہوا لفقہ الاکبر ‘وما یتعلق بالعملیات فھوالفقہ[۸]

مفہوم۔ فقہ ان احکام کو کہتے ہیں جن کا تعلق عمل سے ہو عملی احکام کے وقوف کا نام فقہ ہے اور جن احکام کا تعلق اعتقادات سے ہے۔ وہ ''فقہ اکبر' ہے اسی کو علم الکلام بھی کہتے ہیں۔

دوسری تعریف: علامہ ابن خلدونؒ نے علم کلام کی تعریف یوں کی ہے۔

ہو علم یتضمن الحجاج عن العقائد الایمانیہ بالادلہ العقلیہ والرد علی المنحرفین فی الاعتقادات عن مذاھب السلف-[۹]

ابن خلدونؒ کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے ۔علم کلام ایسا علم ہے جس میں عقائد اسلامیہ کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا جاتا ہے ۔ اہل سنت اور سلف سے منحرف فرقوں کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے

تیسری تعریف: بعض حضرات نے علم الکلام کی تعریف یوں کی ہے

‘ہو علم التوحید والصفات الموسوم بالکلام المنجی عن غیا ھب الشکوک وظلمات الاوھام‘ [۱۰]

علم کلام اس علم کو کہتے ہیں جس میں توحید اور صفتِ باری تعالیٰ کا بیان ہوتا ہے جو انسانی ذہن سے شکوک وشبہات اور اوہام کو زائل کرتا ہے۔

چوتھی تعریف: علامہ عضد الدین ایجیؒ نے المواقف' میں علم کلام کی تعریف یوں کی ہے

ہو علم یقتدر معہ علی اثبات العقائد الدینیہ علی الغیر بایراد الحجج ودفع الشبہ '[۱۱]

علم کلام ایسا علم ہے کہ اس کا حامل اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ دوسروں پر اپنے عقائد کا اثبات کر سکے دلائل کے ذریعہ اور شبہات کے جوابات کے ذریعہ۔

پانچویں تعریف: علامہ جرجانیؒ نے التعریفات میں علم کلام کی تعریف یوں کی ہے

’عِلْمٌ یُبْحَثُ فِیْہِ عَنْ ذَاتِ اللّٰہِ تَعَالی و صِفَاتِہٖ وَ اَحْوَالِ الْمُمْکِنَاتِ مِنَ الْمُبدَأ والْمَعَادِ عَلی قَانُونِ الْاِسْلَام‘[۱۲]

’ ’علم الکلام وہ علم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور ممکنہ احوال یعنی مبداء و معاد سے اسلام کے قانونِ کے مطابق بحث کی جاتی ہے۔

علم الکلام کی غرض وغایت

علم الکلام کی غرض وغایت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ عقائد اسلامیہ کا اثبات اور دفاع کیا جاتا ہے دلائلِ عقلیہ ونقلیہ سے تا

کہ احکامِ شرعیہ کے ساتھ ایمان اور تصدیق مزید پختہ اور مضبوط ہو جائے جیسا کہ کہا گیا ہے

'هُوَ أَنْ يَصِيْرَ الاِيْمَانُ وَالتَّصْدِيْقُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ مُحْكَمًا '[١٣]

علم کلام کی وجہ تسمیہ

علامہ عبد الکریم شہرستانیؒ نے اپنے کتاب ملل و نحل میں لکھا ہے کہ علم کلام کی وجہ تسمیہ دو ہیں علم الکلام کو علم الکلام یا تو اس لئے کہ مسائل عقائد میں جس مئلے پر بڑے معرکے ھوئے وہ کلام اللہ کا مسئلہ تھا اس وجہ سے علم کلام کو کلام کہا جانے لگا

دوسری وجہ کہ علم کلام علم فلسفہ کے مقابلے میں ایجاد ہوا اور فلسفے کا ایک شاخ منطق ہے منطق اور کلام مترادف ہے تو اسی مناسبت سے اس علم کا نام بھی کلام رکھ دیا[١٤]

علم الکلام کے اسماء

۱۔ 'فقہ اکبر' کا نام امام ابو حنیفہؒ نے استعمال کیا ۱۵۔

۲ علم التوحید' اس علم کا بنیادی بحث توحید کا ہے ۱۶

۳۔'اصول الدین' علم کلام کے لیے علامہ جمال الدین أحمد بن محمد بن سعيد الغزنوي الحنفي (المتوفى: ۵۹۳ھ) نے علم کلام پر اپنے کتاب کا نام اصول الدین رکھا ہے ۔اسی طرح عصام الدین طاش کبری زادہؒ نے اپنے کتاب 'مفتاح السعادہ؛ میں علم الکلام کی بحث میں اس طرح عنوان لگایا ہے 'علم اصول الدین المسمی بعلم الکلام' ۱۷

۴۔ علم النظر والاستدلال 'علامہ تفتازانیؒ نے شرح عقائد کے مقدمے میں علم النظر والاستدلال کا لفظ استعمال کیا ہے ۱۸

۵۔ علم العقائد' اس علم میں عقائد سے بحث کی جاتی ہے امام طحاویؒ نے اپنے کتاب کا نام 'عقیدہ طحاویہ 'ابن تیمیہؒ نے اپنے کتاب کا نام 'عقیدہ واسطیہ' رکھا ہے ۱۹

۶۔ علم التوحید والصفات' علامہ تفتازانیؒ نے شرح عقائد نسفی میں اس کا نام علم التوحید والصفات رکھا ہے ۲۰

مولانا قاسم نانوتوی اور علم الکلام

مولانا قاسم نانوتویؒ کو اس دار فانی میں صرف 47 برس کا مختصر موقع ملا لیکن اس مختصر وقت میں انہوں نے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیے کہ دنیا بھی ان کے ان کارناموں پر حیران و پریشان ہے انہوں نے ایک طرف اگر ۱۸۵۷ء کے جنگ آزادی کے امیر لشکر کا تاج اپنے سر سجایا تو دوسری طرف مسلمانان ہند کے تعلیم کے تحفظ کے لیے مدارس کے قیام کا کام بھی آپ نے کیا جب اہل باطل نے مسلمانوں کے خلاف دلائل کا میدان گرم کیا تو مقابلے میں اس میدان میں سرگرم اور پیش پیش رہنے والا بھی قاسم نانوتوی تھا امام موصوف کے مقابلے میں صرف مسلمان نہیں تھے کہ دلائل میں قرآن وحدیث پیش کرتے بلکہ مقابلے میں عیسائی اور ہندو تھے ان کو میدان میں شکست دینے کے لیے دلائل عقلیہ یعنی علم کلام کی ضرورت تھی ۔ اور منطق وعلم کلام اور فلسفہ یونان عیسائیت کی میراث سمجھا جاتا تھا جب

خلافت عباسیہ کے اوائل میں اہل باطل نے اسلام کو اس علم کے سہارے پر شکست دینے کی کوشش کی تو علماء حق نے اسلام کے دفاع کے لیے اس علم کے سیکھنے کے لیے تگ ودو کیا پھر باطل کو ان کی زبان میں جواب دیا ارسطو اور سقراط کے زمانے میں جو جزئیات اور امثال کار آمد تھیں وہ خلافت عباسیہ میں نا قابل فہم ہو گئی تھیں تو اس دور کے علماء حق نے آسان قابل فہم مثالیں اور جزئیات کا اضافہ کیا تو قاسم نانوتویؒ کے زمانے میں جب دور خلافت عباسیہ کی مثالیں اور جزئیات نا قابل فہم اور مشکل ہو گئیں تو مولانا قاسم نانوتویؒ نے علم کلام میں موجودہ زمانے کے مطابق فلسفہ اور سائنس کی مثالیں اور اور استدلالات کا اضافہ کیا۔

شاہ ولی اللہؒ کے زمانے میں جب مغرب جدید فلسفہ کے ساتھ آراستہ ہو کر ھندوستان میں داخل ہوا جب کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا ایک طبقہ ایسا بھی موجود تھا جو علوم وحی کی حکمرانی کا قائل نہیں تھا اور عقائد اسلام و نصوص شرعیہ کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کے بغیر تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ تھا بالخصوص وہ مسائل جن کا تعلق عقل سے ما وراء اور صرف وحی سے معلوم ہوتے ہیں تو اللہ تعالی نے اس دور میں شاہ ولی اللہؒ جیسے عبقری شخصیت کو اسلام کی خدمت اور عقائد اسلام کی صحیح ترجمانی کے لیے پیدا فرمایا اور اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے حجۃ اللہ البالغہ جیسی معرکۃ الآراء کتاب تصنیف کی اس کتاب میں شاہ صاحبؒ نے عقائد اور نصوص شرعیہ کو دلائل عقلیہ سے مبرھن اور واضح فرما کر فرق باطلہ خصوصا معتزلہ دوراں کی تردید کی اوران باطل فرقوں کی بیخ کنی اور ختم کرنے کے طریقوں پر غور کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ فرماتے ہے:

"ولاسبیل الی دفع ھذہ المفسدۃ الا بان تبین المصالح وتوسس لھا القواعد کما فعل نحو من ذلک فی مخاصمات الیھود والنصاری والدھریۃ وامثالھم۔"[۲۱]

انیسویں صدی عیسوی میں یورپی اقوام جب ہندوستان میں عیاری اور مکاری کے ساتھ داخل ہوئی تو مسلمانان ہند کو جدید فلسفہ اور سائنس الحاد اور گمراہی کی طرف دھکیل رہی تھی اور ہندوپنڈتوں اور آریاسماج نے بھی مسلمانوں کے اعتقادات اور احکامات شرعیہ پر رکیک حملے شروع کر دیے تو اس دور میں اللہ تعالی نے مولانا قاسم نانوتویؒ جیسی شخصیت اسلامی عقائد کی حفاظت کے لیے بھیج دی مولانا ممدوح نے اپنی اعلی فراست خداداد عقلی صلاحیت کے ساتھ جہاں اسلام کی دینی، تبلیغی، اصلاحی اور سیاسی خدمت انجام دیں تو دوسری طرف اپنی تحریر اور تقریر کے ذریعے یورپی الحاد اور فلسفے کا مقابلہ کیا انہوں نے احکامات شرعیہ کو طبعیاتی اور سائنسی اصولوں کے مطابق عقلا ثابت کر دیا اور علم کلام پر مجتھدانہ نظر ڈالی جس کے ساتھ علم کلام ایسا نکھر گیا کہ اہل باطل کو موجودہ زمانے کے مثال اور استدلالات سمجھ نہیں آتی اس طرح نئے علم کلام کے بانی ہونے کا سہرا بھی مولانا ممدح کے سر جاتا ہے

اس لئے مباحثہ کے بعد ایک پادری کو کہنا پڑا:

اگر تقریر پر ایمان لایا کرتے تو اس شخص کی تقریر پر ایمان لے آتے"[۲۲]

بعض ہندو پنڈتوں نے کہا:

'اس قالب میں کوئی اور اوتار بول رہا ہے؛ ۲۳

علم کلام کے یہ گوہر نایاب آپ کو مولانا قاسم نانوتویؒ کے کتابوں میں بکھرے ملے گا جو تقریبا پندرہ سو صفحات سے زائد ہے مولانا کی وہ کتب جن میں اسلامی فکر و فلسفہ بکھرا پڑا ہے درج زیل ہیں

تقریر دلپذیر	قبلہ نما	آب حیات	انتصار الاسلام
براہین قاسمیہ	اسرار الطہارۃ	حجۃ الاسلام	تصفیۃ العقائد
ہدیۃ الائمہ	الخط المقسوم		

حجۃ الاسلام کی خصوصیت واہمیت

مولانا قاسم نانوتویؒ نے چاند اپور ضلع شاہ جہان پور یوپی (ہند) میں ۷' ۸ مئی ۱۸۷۶ء بمطابق ۱۲۹۳ھ منعقدہ میلہ خداشناسی کے لیئے ایک تقریر لکھی۔ بعد میں مولانا کے شاگرد مولانا فخر الاسلام نے اس تقریر کا نام ؛حجۃ الاسلام' رکھا۔ یہ کتاب علم الکلام کا بہترین نمونہ ہے جو کہ عیسائیت کے مقابلے میں اسلام کی حقانیت پر دور حاضر کا بہترین اور مدلل کتاب ہے اس کتاب میں کل باتیں آٹھ ہے(1) خدا کا ثبوت (2)خدا کی وحدانیت (3) خدا کا واجب الاتباع ہونا(4) نبوت کی ضرورت (5)نبوت کی علامات اور صفات (6) آپ ﷺ کی نبوت (7) آپ ﷺ کی ختم نبوت(8) آپ ﷺ کے ظہور کے بعد آپ کے اتباع میں نجات کا منحصر ہونا

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے اس قول سے ہوتا ہے جو کہ مولانا عبد الحمید سواتیؒ نے نقل کیا ہے کہ:

'میں نے مولان محمد قاسم کا رسالہ 'حجۃ الاسلام" مولانا شیخ الہند سے سبقا سبقا پڑھا ہے"[۲۴]

مفتی تقی عثمانی اور مفتی سعید احمد پالن پوری دونوں اس کتاب کی افادیت کی وجہ سے آج کے دور میں سفارش کرتے ہیں:

"بلاشبہ "حجۃ الاسلام ایسی کتاب ہے کہ اسے گھر گھر پھیلنا چاہیے مسلمانوں اور غیر مسلم دونوں میں اس کی خوب نشر واشاعت ہونی چاہیے نیز ضرورت ہے کہ اس کتاب کی دوسری زبانوں بالخصوص عربی اور انگریزی میں ترجمے کیے جائیں[۲۵]"---

حجۃ الاسلام کی روشنی میں جدید عصری کلامی تطبیق

قاسم نانوتویؒ کی حجۃ الاسلام میں ذکر کردہ اصولوں کی عصری تطبیق چند مثالوں کے ساتھ پیش کرتے ہیں

1 اصول) كل حركة سواء كانت طبعية او تسرية لا تكون بلا شعور وارادة ؛ [۲۶]

یہاں سے امام صاحب نے ایک اصول پیش فرمایا کہ ہر حرکت طبعی ہو یا غیر طبعی ہو بغیر شعور اور ارادہ کے نہیں ھوتا

اب اس اصول کی عصری تطبیق کیا ہے؟

اس سے ایک قاعدہ معلوم ہوا(Law of cause Effect) کہ جب بھی کوئی علت Couseہو گا تو معلول Effect ہو گا معلول effect بغیر علت couse کے نہیں ہو گا۔

سائنس دان کہتے ہیں کہ ایک (Big Bang)بڑا دھماکہ ھوا اور اس ک نتیجے میں دنیا وجود میں آگئی اب یہاں پر دیکھے کہ دھماکہ ایک effect معلول ہے اور ہر effect معلول کے لیے کسی cause علت کا ہونا لازمی ہے اور effect معلول بغیر cause علت کے وجود میں نہیں آسکتا کیونکہ اصول ہے کہ ہر حرکت طبعی ہو یا غیر طبعی ہو بغیر شعور اور ارادہ کے نہیں ھوتا۔

تو یہ (Big Bang) بڑا دھماکہ جو کہ حرکت ہے بغیر cause علت کے کیسے وجود میں آیا تو cause علت کا ہونا لازمی ہے لہذا وہ cause علت یہاں پر اللہ تعالی کی ذات ہے تو معلوم ہوا کہ دنیا کو وجود دینے والی ذات اللہ تعالی کی ہے۔

اصول نمبر 2۔ عقل الامۃ وفہمہا عکس من عقل العلماء و فہمہم [۲۷]؛ امام صاحب نے ایک اصول پیش فرمایا کہ امت کا فہم و عقل یہ عکس ہے علماء کے عقل و فہم کا اور علماء کا عقل و فہم یہ عکس ہے خدا کے عقل و فہم کا۔

اب اس کی عصری تطبیق کیا ہے؟

'امت کا فہم و عقل یہ عکس ہے علماء کے عقل و فہم کا اور علماء کا عقل و فہم یہ عکس ہے خدا کے عقل و فہم کا' اس سے ایک قاعدہ معلوم ہوا' کہ (Un created) غیر مخلوق ایسی ذات ہے جس میں (Consciousness) شعور پایا جاتا ہے۔

سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ دنیا (matter) مادے سے پیدا ہوئی ہے اور (matter) مادہ (Un created) غیر مخلوق ہے لیکن قاسم نانوتویؒ نے یہاں پر اصول پیش کیا کہ (Un created) غیر مخلوق کے اندر (Consciousness) شعور کا ہونا لازمی ہے اور (matter) مادے کے اندر (Consciousness) شعور نہیں پایا جاتا تو معلوم ہوا۔

(un created) غیر مخلوق ذات وہ اللہ تعالی کی ہے اس میں شعور پایا جاتا ہے نہ کہ (matter) مادہ کیونکہ وہ شعور سے خالی ہے۔

اصول نمبر 3؛ اخلاق حمیدہ اللہ تعالی کی تخلیق ہے۔[۲۸]

اب اس اصول کی عصری تطبیق کیا ہے؟

ہم اچھائی اور برائی کا فیصلہ کیسے کریں گے؟

نیکی / اچھائی کیا ہے؟ ?What is good

What is bad? برائی / گناہ کیا ہے؟

اخلاق (MOROLITY)

مغرب کے نزدیک (Morolity) اخلاق (Subjective) ہے۔ یعنی جس کا انحصار انسانی ذہن پر ہو۔ چاہے وہ ایک فرد کا ہو یا ایک معاشرے کا ہو یا پوری انسانیت کا ہو. جس کو انسان اچھا کہے وہ اچھا ہے اور جس کو انسان برا کہے وہ برا ہے۔

لیکن اسلام میں (Morolity) اخلاق (objective) ہے۔ جس کا انحصار انسانی ذہن پر نہ ہو۔ جس کو قرآن وحدیث نے اچھا کہا وہ اچھا ہے اور جس کو قرآن وحدیث نے برا کہا وہ برا ہے

قاسم نانوتویؒ نے اصول پیش کیا کہ' اخلاق حمیدہ اللہ تعالی کی تخلیق ہے یعنی اخلاق (objective) ہے جن اخلاق کو قرآن وحدیث نے اچھا کہا وہ اچھے ہے اور جن اخلاق کو قرآن وحدیث نے برا کہا وہ برے ہے۔

نہ کہ (Subjective) ۔یعنی جس کا انحصار انسانی ذہن پر ہو۔ جن اخلاق کو انسان اچھا کہے وہ اچھے ہو اور جن کو انسان برا کہے وہ برے ہو۔

اصول نمبر 4۔المعجزة ثمرة النبوة لا مدار النبوة [۲۹]۔(Miracle) معجزہ ثمرہ نبوت ہے نہ کہ مدار نبوت

اب اس اصول کی عصری تطبیق کیا ہے؟

آیا (Miracle) معجزہ (Primrery proof) ہے نبوت کے لیے کہ جب بھی پیغمبر دعوی کرتا ہے نبوت کا تو ساتھ معجزہ پیش کرتا ہے یا کہ (Sacondary proof) ہے کہ نبوت ملنے کے بعد کسی بھی وقت (Miracle) معجزہ رونما ہو سکتا ہے

مولانا قاسم نانوتویؒ نے اصول پیش کیا کہ (Miracle) معجزہ ثمرہ نبوت ہے نہ کہ مدار نبوت کیونکہ آپ ﷺ نے کوہ صفا پر کہا قولو الا الہ الا اللہ تفلحون (Miracle) معجزہ پیش نہیں کیا تھا کہ میں نبی ہوں (Miracle) معجزہ دیکھ لو اور ایمان لے آؤ۔

نتائج البحث:

1. اسلام کا خلاصہ اگر بیان کیا جائے تو دو چیزیں ہیں عقائد و عبادات لیکن ان میں سے عقائد کو عبادات پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ عبادات معتبر ٹھہریں گی اس وقت جب عقائد صحیح ہو گی اس لیے ہر دور میں علماء اسلام نے عقائد کی اصلاح کے پیش نظر اس کی اہمیت و ضرورت کو بیان کی ہے۔
2. علم الکلام ہمیشہ سے ایک معرکۃ الآرآء بحث رہا ہے فرق باطلہ نے اسلام پر حملہ آور ہونے کے لیے سب سے زیادہ اسی دروازے کا استعمال کیا ہے اس وجہ سے متکلمین اسلام کی خدمات کو دیکھا جائے تو ایک طویل فہرست بنتی ہے قدیم و جدید متکلمین کی خدمات اسلام کا ایک زریں باب ہے۔
3. ہر دور کے تقاضوں اور ضرورت کے مطابق متکلمین کا ایک اسلوب رہا ہے ان ہی میں سے مولانا قاسم نانوتویؒ بھی ہے جس نے علم الکلام میں اثبات عقائد کے لیے حسی امثلہ کا ایک ایسا اسلوب قائم کیا ہے جو رہتی دنیا کے لیے مثال ہے۔
4. عصر حاضر کے متکلمین کے ابحاثِ کلام پر جس طرح نقد اور ان کے مقابلے میں اثباتِ عقائد پر جو کام حضرت نانوتویؒ نے کیا جس سے ان کے عقائد فاسدہ کا سدِ باب ہوا اور جو حضرات علم الکلام میں دل چسپی لیتے ہیں ان کے لیے قیمتی متاع ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

۱ محمد اسحاق، مقالات حجۃ الاسلام، ادارہ تالیفات اشرفیہ فوارہ چوک۔ ملتان پاکستان، ج:۱، ص:۲۵۷

Muhammad Ishaq, Maqalat Hujjat al-Islam, Idarah Talifat Ashrafiyyah Fawarah Chowk, Multan, Pakistan, Vol:1, P:257

۲ ایضا

Ibid

۳ ایضا ج:۱ ص:۱۱۹

Ibid, Vol:1, P:119

۴ ایضا ،ج:۱ص:۲۷۸

Ibid, Vol:1, P:278

۵ قریشی، محمد اقبال، معارف حجۃ الاسلام، نوشابہ پبلشرز نئی دہلی، ص:۹

Qureshi, Muhammad Iqbal, Ma'arif Hujjat al-Islam, Naushabah Publishers, New Delhi, P:9

۶ محمد اسحاق، مقالات حجۃ الاسلام، اداراہ تالیفات اشرفیہ، لاہور، ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ ، ج:۱، ص:۱۳

Muhammad Ishaq, Maqalat Hujjat al-Islam, Idarah Talifat Ashrafiyyah, Lahore, Dhul-Hijjah 1441 AH, Vol:1, P:13

۷المنجد، خزینہ علم وادب، لاہور، 1994ء، ص:۷۴۵

Al-Munjid, Khazeenat al-Ilm wal-Adab, Lahore, 1994 AD, P:745

۸البستوی، احمد بن حسن بن سنان ،اشارات المرام من عبارات الامام ابی حنیفہ النعمان فی اصول الدین، دار الکتب العلمیہ بیروت ، ۲۰۰۷ء، ص :۱۵

Al-Bastawi, Ahmad bin Hasan bin Sinan, Isharat al-Maram min Ibarat al-Imam Abi Hanifah al-Numan fi Usul al-Din, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 2007 AD, P:15

۹ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، تاریخ ابن خلدون، دار الفکر بیروت ، ۱۹۸۸ ء، ج ۱، ص:۵۸۰

Ibn Khaldun, Abd al-Rahman ibn Muhammad, Tarikh Ibn Khaldun, Dar al-Fikr, Beirut, 1988 AD, Vol:1, P:580

۱۰القادری، مفتی محمد یوسف، غراض شرح عقائد، شبیر برادرز، لاہور، 20018ء، ص:۳5

Al-Qadri, Mufti Muhammad Yusuf, Gharaid Sharh Aqaid, Shabbir Brothers, Lahore, 2018 AD, P:35

۱۱ ابو الفضل، عبد الرحمن بن احمد، کتاب المواقف، دار الجیل، بیروت، 1997ء، ج:1، ص:31

Abu al-Fadl, Abd al-Rahman ibn Ahmad, Kitab al-Mawaqif, Dar al-Jil, Beirut, 1997 AD, Vol:1, P:31

۱۲الجرجانی، علی بن محمد بن علی، التعریفات، دار القلم، بیروت1984ء، ص:۴۵۸

Al-Jurjani, Ali ibn Muhammad ibn Ali, Al-Ta'rifat, Dar al-Qalam, Beirut, 1984 AD, P:458

۱۳ اویسی، محمد احسن، علم العقیدہ والکلام، ورلڈ ویو پبلشرز، لاہور، 2021ء، ص12

Awaisi, Muhammad Ahsan, Ilm al-Aqidah wal-Kalam, World View Publishers, Lahore, 2021 AD, P:12

۱۴ابو الفتح، محمد بن عبد الکریم ، الملل والنحل، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2012ء، ج:1، ص:۲۹

Abu al-Fath, Muhammad ibn Abd al-Karim, Al-Milal wal-Nihal, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 2012 AD, Vol:1, P:29

۱۵ ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت، الفقہ الابسط، مکتبہ الفرقان، الامارات العربیہ، 1999ء، ص۸۲

Abu Hanifah, Nu'man ibn Thabit, Al-Fiqh al-Akbar, Maktabah al-Furqan, UAE, 1999 AD, P:82

۱۶ التفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، شرح عقائد نسفیہ مع حاشیہ جمع الفرائد، المدینۃ العلمیہ دعوت اسلامی، کراچی، 2019ء، ص:۴۶

Al-Taftazani, Sa'd al-Din Mas'ud ibn Umar, Sharh Aqaid Nasafiyyah ma'a Hashiyat Jam' al-Faraid, Al-Madinah al-Ilmiyyah Dawat-e-Islami, Karachi, 2019 AD, P:46

۱۷ الغزنوی، جمال الدین. احمد بن محمد بن سعید ، کتاب اصول الدین. ، دار البشائر الإسلامیہ بیروت، 1998ء، ص:7

Al-Ghaznawi, Jamal al-Din Ahmad ibn Muhammad ibn Sa'id, Kitab Usul al-Din, Dar al-Bashair al-Islamiyyah, Beirut, 1998 AD, P:7

۱۸ التفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، شرح عقائد نسفیہ مع حاشیہ جمع الفرائد، المدینۃ العلمیہ دعوت اسلامی، کراچی، 2019ء، ص:52

Al-Taftazani, Sa'd al-Din Mas'ud ibn Umar, Sharh Aqaid Nasafiyyah ma'a Hashiyat Jam' al-Faraid, Al-Madinah al-Ilmiyyah Dawat-e-Islami, Karachi, 2019 AD, P:52

۱۹ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، العقیدۃ الواسطیہ، اضواء السلف، ریاض، 1999ء، ص:54

Ibn Taymiyyah, Ahmad ibn Abd al-Halim, Al-Aqidah al-Wasitiyyah, Adhwa al-Salaf, Riyadh, 1999 AD, P:54

۲۰ شرح عقائد نسفیہ مع حاشیہ جمع الفرائد، ص:51

Sharh Aqaid Nasafiyyah ma'a Hashiyat Jam' al-Faraid, P:51

۲۱ شاہ ولی اللہ، احمد بن عبد الرحیم، حجۃ اللہ البالغہ، دار الجیل، بیروت، 2005ء م ص:7

Shah Wali Allah, Ahmad ibn Abd al-Rahim, Hujjat Allah al-Balighah, Dar al-Jil, Beirut, 2005 AD, P:7

۲۲ مقالات حجۃ الاسلام، ج:10، ص؛64

Maqalat Hujjat al-Islam, Vol:10, P:64

۲۳ ایضاً، ج:10، ص؛65

Ibid, Vol:10, P:65

۲۴ ارشدی، محمد نعمان، نگارشات اکابر، حجۃ الاسلام اکیڈمی ۲۰۱۸ء، ص:511

Arshadi, Muhammad Nu'man, Nagarashat Akabir, Hujjat al-Islam Academy, 2018 AD, P:511

۲۵ عثمانی، محمد تقی، تبصرے، مکتبہ المعارف، کراچی، 2005ء، ص:219

Usmani, Muhammad Taqi, Tabsiray, Maktabah al-Ma'arif, Karachi, 2005 AD, P:219

۲۶ الشیخ محمد قاسم نانوتوی، حجۃ الاسلام، ادارۃ النشر والاشاعہ بلمدرسۃ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، ص:۶۸

Al-Shaykh Muhammad Qasim Nanotvi, Hujjat al-Islam, Idarat al-Nashr wal-Isha'ah bil-Madrasa Nasrat al-Ulum Gujranwala, P:68

۲۷ ایضا، ص:۵۲

Ibid, P:52

۲۸ ایضا، ص:۵۱

Ibid, P:51

۲۹ ایضا، ص:۵۳

Ibid, P:53